3054- بیوی اپنے خاوند کو بخیل اور وہ اسے فضول خرچ کہتا ہے

سوال

میرے اور بیوی کے مابین مال کے بارہ میں بہت اختلافات رہتے ہیں وہ مجھ سے ہر وقت اور مہنگی اشیاء کا مطالبہ کرتی رہتی ہے ، اور میری مالی حالت اس کی اجازت نہیں دیتے ، میں نے شادی سے قبل اسے اوراس کے میکے والوں کواپنی مالی حالت کے متعلق بھی بتایا تھا ۔
اب میں اور وہ ہمیشہ جھگڑے میں رہتے ہیں وہ مجھے بخیل اور میں اسے فضول خرچ ہونے کا اور مجھ پر طاقت سے زیادہ کا بوجھ ڈالنے کا الزام لگاتا ہوں ، اب مجھے اس مشکل میں کیا کرنا چاہیے جو کہ علیحدگی کی نوبت تک جا پہنچی ہے ؟

پسندیدہ جواب

بیوی کے حقوق میں سے عظیم حق یہ ہے کہ خاونداس پر خرچ کرے اوراس کا نفقہ برداشت کرے ، اوراس کا نان نفقہ برداشت کرنا بندے کے لیے اللہ تعالی کے قرب اوراطاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔

نفقہ مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل ہے :

کھانا پینا ، لباس ، اور رہائش ، اور بیوی اپنے بدن اوراپنی بہتر رونق قائم رکھنے کے لیے جس چیز کی محتاج ہو ۔

آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی بیوی نفقہ میں کمی کی شکایت کرتی ہے ، اللہ تعالی نے یہ بتایا ہے کہ مرد ہی عورتوں پر خرچ کرنے والے ہیں ان کا خرچہ مردوں کے ذمہ ہے ، اوراسی وجہ سے انہیں سربراہی و حکمرانی اوران پر فضیلت حاصل ہے ، کہ وہ ان کو مہر دیتے اوران کا نفقہ برداشت کرتے ہیں ۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

{مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اوراس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں}النساء (34) ۔

نفقہ کے وجوب پر قرآن وسنت اوراہل علم کا اجماع دلالت کرتا ہے ۔

کتاب اللہ سے دلائل :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہو ، ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو}البقرۃ (233) ۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے کچھ اس طرح ارشاد فرمایا :

{اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ اپنا حمل وضع کرلیں} ۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کے بہت سے دلائل ملتے ہیں جن میں اہل وعیال اور جواس کی پرورش میں ہوں کے نفقہ کے واجب ہونے کی دلیل ہے :

جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے :

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن خطبہ میں فرمایا :

عورتوں کے متعلق اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں ، انہیں تم نے اللہ تعالی کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے ، اوران کی شرمگاہوں کو اللہ تعالی کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے ، اوران کا تم پرنان ونفقہ اورلباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ ۔ صحیح مسلم (183/8) ۔

عمرو بن احوص رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں انہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

(عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرواورمیری نصیحت قبول کرو ، وہ توتمہارے پاس قیدی اوراسیر ہیں ، تم ان سے کسی چیز کے مالک نہیں لیکن اگروہ کوئی فحش کام اورنافرمانی وغیرہ کریں توتم انہیں بستروں سے الگ کردو ، اورانہیں مارکی سزادولیکن شدیداورسخت نہ مارو ، اگر تووہ تمہاری اطاعت کرلیں توتم ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو ، تمہارے تمہاری عورتوں پر حق ہیں اورتمہاری عورتوں کے بھی تم پر حق ہیں ، جسے تم ناپسند کرتے ہووہ تمہارے گھرمیں داخل نہ ہو ، اورنہ ہی اسے اجازت دے جسے تم ناپسند کرتے ہو ، خبردار تم پران کے بھی حق ہیں کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرواورانہیں کھانا پینا اوررہائش بھی اچھے طریقے سے دو)

اورحدیث میں (عوان عندکم) کا معنی یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں ۔ سنن ترمذی حدیث نمبر (1163) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1851) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے ۔

اورمعاویہ بن حیدۃ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پرکسی ایک کی بیوی کا حق ہم پر کیا ہے ؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جب تم خود کھاؤ تواسے بھی کھلاؤ ، اورجب خودلباس پہنو تواسے بھی پہناؤ ، اوراس کے چہرے کو بدصورت نہ کہواورچہرے پر نہ مارو ۔

سنن ابوداود (244/2) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) مسند احمد (446/4) ۔

امام بغوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

خطابی کا کہنا ہے کہ اس میں عورت کے نان ونفقہ اورلباس کا وجوب پایا جاتا ہے ، اوروہ خاوند کی حسب استطاعت وقدرت ہوگا ، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیوی کا حق قرار دیا ہے توپھر خاوند چاہے غائب ہو یا حاضر اسے ہر حالت میں دینا ہوگا ، اوراگراس کے پاس فی الوقت نہیں توخاوند کے ذمہ واجب حقوق کی طرح یہ بھی قرض شمار ہوگا ، چاہے اسے قاضی خاوند کی غیر موجودگی میں ہی فرض کرے یا نہ کرے ۔ اھ

اوروھب رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کے غلام نے انہیں کہا کہ میں بیت المقدس میں ایک مہینہ قیام کرنا چاہتا ہوں ، توانہیں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے کیا تونے اس مہینے کا اپنے گھر والوں کو خرچہ دے دیا ہے ؟

اس نے جواب دیا : نہیں ، تووہ کہنے لگے : اپنے گھر واپس جاؤاورانہیں ایک ماہ کا راشن دے کر آؤ، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اسے ضائع کردے ۔ مسند احمد (160/2) سنن ابوداود حدیث نمبر (1692) ۔

اوراس کی اصل صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ ہے :

آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اس کا خرچہ بند کردے ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (245) ۔

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(یقینا اللہ تعالی ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارہ میں سوال کرے گا کہ آیا اس نے ان کی حفاظت کی یا اسے ضائع کردیا ، حتی کہ مرد سے اس کے گھر والوں کے بارہ میں بھی سوال ہوگا) صحیح ابن حبان ، اوراسے صحیح الجامع میں حسن کہا ہے دیکھیں صحیح الجامع حدیث نمبر (1774) ۔

اورابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

(اللہ تعالی کی قسم ، تم میں سے کوئی ایک صبح جنگل میں جاکر لکڑیاں کاٹے اوراسے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بیچے اوراس کے ساتھ غنا حاصل کرے اوراس میں سے صدقہ وخیرات کرے اس کے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ وہ کسی مرد سے مانگے تواوروہ اسے دے یہ نہ دے ، اوریہ اس لیے کہ یقینا اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے ، اورجو آپ کی عیالت میں ہیں اس سے شروع کر) صحیح مسلم (96/3) ۔

اورایک روایت میں ہے کہ :

آپ سے کہا گیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری عیالت میں کون ہیں ؟

تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا : تیری بیوی تیرے عیال میں شامل ہے ۔ مسند احمد (524/2) ۔

اہل علم کے اجماع کی دلیل :

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی المغنی (564/7) میں کہتے ہیں :

خاوندوں پر جب وہ بالغ ہوں توان کی بیویوں کے نان ونفقہ کے وجوب پر اہل علم کا اتفاق ہے ، صرف نافرمان بیوی کا نہیں ، اسے ابن منذر وغیرہ نے ذکر کیا ہے ۔

سابقہ نصوص شرعیہ اس پر دلالت کرتیں ہیں کہ آدمی پر اس کے گھر والوں کا نان ونفقہ اوران کی ضروریات ومصالح پوری کرنا اوران کا خیال رکھنا واجب ہے ، اوراس کا بہت ساری احادیث نبویہ میں بھی ثبوت ملتا ہے ، جو اس فضیلت کو بیان کرتی ہیں اوریہ کہ ایسا کرنا اللہ تعالی کے ہاں اعمال صالحہ میں شمار ہوتا ہے ۔

جیسا کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالی کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ اس میں اجروثواب کی نیت رکھے تو وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے) صحیح بخاری (136/1) ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فتح الباری میں اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

بالاجماع اہل وعیال کا نان ونفقہ مرد پر واجب ہے، شارع نے اسے صدقہ صرف اس لیے کہا ہے کہ واجب کی ادائیگی سے کہیں وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اس میں اجروثواب ہی نہیں، اور صدقہ میں تو انہیں اجروثواب کا علم ہے ہی، تو اس لیے انہیں یہ بتایا کہ ان کے لیے صدقہ ہے تا کہ وہ اسے اپنے اہل وعیال کے علاوہ کہیں اور نہ دیتے پھریں لیکن اگر جب انہیں کافی ہوجائے تو پھر وہ باہر بھی صدقہ نکال سکتے ہیں، تو اس میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واجبی صدقہ کو نفلی صدقہ پر مقدم کرنے کی ترغیب دلائی ہے ۔ اھ فتح الباری (498/9) ۔

سعد بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا :

(تو جو بھی اپنے اہل وعیال پر خرچہ کرے اور نان ونفقہ دے تجھے اس پر اجر دیا جائے گا، حتی کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے اس پر بھی اجروثواب ملے گا) صحیح بخاری (164/3) صحیح مسلم حدیث نمبر (1628) ۔

اور ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(ایک دینار تو وہ ہے جو تو اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرے، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے کسی مسکین پر صدقہ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ اجروثواب والا دینار وہ ہے جسے تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا) صحیح مسلم (692/2) ۔

اور کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں کچھ اس طرح وارد ہے کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس کی چستی ونشاط اور قوت دیکھی تو انہیں بہت پسند آئی تو وہ کہنے لگے کاش یہ فی سبیل اللہ ہوتی ؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

(اگر تو یہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی روزی تلاش کرنے نکلا ہے تو یہ فی سبیل اللہ ہے، ، اور اگر یہ اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کرنے کے لیے نکلا ہے تو پھر بھی فی سبیل اللہ ہے، اور اگر یہ اپنی عفت وعصمت کے لیے نکلا ہے تو پھر بھی یہ فی سبیل اللہ ہے، اور اگر یہ ریاء کاری اور فخر کرنے کے لیے نکلا ہے تو یہ شیطان کے راستے میں ہے) اسے طبرانی نے روایت کیا ہے دیکھیں صحیح الجامع (8/2)۔

سلف رحمہ اللہ تعالی نے اس واجب کو صحیح سمجھا تھا جیسا کہ حق ہوتا ہے، جو کہ ان کی عبارتوں میں بھی ظاہر ہوتا ہے، امام ربانی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے کیا ہی خوب کہا ہے :

اس کے علاوہ کمائی خرچ کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں حتی کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی ۔ دیکھیں السیر (399/8) ۔

اور دوسری جانب آپ کی بیوی کو یہ علم ہونا چاہیے کہ خاوند پر خرچ اور نان ونفقہ تو اسی حساب سے جتنی اس کی طاقت ہو اور مالی امکانیات کے مطابق ہی ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالی کا بھی فرمان ہے :

.{اور کشادگی والے کو اپنی کشادگی میں سے خرچ کرنا چاہیے ، اور جس پر اس کی روزي تنگ کردی گئ ہو وہ اللہ تعالی کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرے ، کسی بھی نفس کو اس کی دی گئ قوت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جاتا ، عنقریب اللہ تعالی مشکل کے بعد آسانی پیدا فرما دے گا}. .

تو اس لیے بیوی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مطالبات میں کثرت کرکے اپنے خاوند کے معاملات میں مشکلات اور دشواری پیدا کرے ، اور اس پر خرچہ کرنے میں تنگ کرے ، کیونکہ ایسا کرنا حسن معاشرت نہیں ۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب آپ بیوی کی جائز طلبات کو تسلیم کرتے ہوئے معقول مطالبات مان لیں اور بیوی کو آپ بغیر احسان جتلاتے ہوئے بغیر ایذاء دیتے ہوئے یہ یاددہانی کرائيں کہ آپ نے اس کی کتنی طلبات پوری کی ہیں جب اس میں اس کی طاقت تھی ، وہ انہیں کتنی جلدی پوری کرتا رہا ہے ، اور آپ بیوی کو اس پر راضی کریں کہ جب طاقت ہوگی تو پھر ایسا ہی ہوگا لیکن ابھی وہ مزید مطالبات سے رک جائے ۔

اور اسی طرح اس سے بڑے نرم لہجے میں بغیر کسی لڑائی اور غصہ کے گفتگو کریں اور اسے سمجھائيں کہ جو کچھ وہ مانگ رہی ہے وہ باقی خرچہ پر اثرانداز ہوگا مثلا گھر کے کرایہ وغیرہ پر اگر وہ نہیں مانگے گی تو یہ سب خرچے آسان ہوجائيں گے اس طرح کی بات کرکے ممکن ہے آپ اسے کچھ مطالبات میں کمی کرنے پر راضی کرسکیں ۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ مالی کمی اس وقت جاتی رہتی ہے جب کوئی اچھی بات اور اچھے وعدے کرلیے جائيں ، اور پھر جب اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں رشتہ داروں اور اقرباء کو مال دینے اور ان سے صلہ رحمی کرنے کا ذکر کیا تو اللہ تعالی نے اس انسان کے تصرف کے بارہ میں بھی ذکر کیا جس کے پاس رشتہ داروں کو دینے کے لیے مال نہ ہو ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور اگر تجھے ان سے اپنے رب کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے منہ موڑنا پڑے تو بھی تجھے چاہیے کہ انہیں نرمی اور عمدگی سے سمجھا دیں}. الاسراء (28) ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں :

اللہ تعالی کا یہ فرمان :

.{اور اگر تجھے ان سے اپنے رب کی رحمت جس کی تو امید رکھتا ہے کی وجہ سے منہ موڑنا پڑے}.

یعنی جب آپ کے رشتہ دار اور جنہیں ہم نے دینے کا حکم دیا ہے آپ سے مانگے اور آپ کے پاس کچھ نہ ہو اور آپ ان سے نفقہ نہ ہونے کی بنا پر منہ پھیر لیں تو پھر .{تو بھی تجھے چاہیے کہ انہیں نرمی اور عمدگی سے سمجھا دیں}. یعنی آپ ان سے بڑے نرم انداز اور سہولت سے وعدہ کرلیں کہ جب آپ کے پاس اللہ تعالی کا رزق آئے گا تو ہم آپ کو ان شاء اللہ دیں گے ۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ حسن خلق اور اچھا معاملہ اس سب قسم کی تنگی کو جس میں آپ ہیں ختم کردے گا ، اس لیے آپ صبر و تحمل اور اچھے انداز سے معاملات کو چلائيں اور اس کے ساتھ ساتھ بیوی کو نصیحت کرتے رہیں اور دعوت دیتے رہیں ۔

اور اگر اس کے باوجود بھی معیشت اور زندگی میں تنگی اور خرابی ہو اور آپ دونوں کے مابین حالت اس سے بھی زیادہ خراب ہوجائے حتی کہ بالکل بند راستے پر پہنچ جائے اور برائی کو ختم کرنے میں آپ کی کوششیں کامیاب نہ ہوں اور آپ دونوں اکٹھے نہ رہ سکنے کی طاقت رکھتے ہوں تو پھر ایسی حالت میں طلاق مشروع ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایسی حالت میں طلاق ہی دونوں فریقوں کے لیے بہتر ہو جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہوجائیں تو اللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایک غنی کردے گا اور اللہ تعالی بڑی وسعت والا جاننے والا ہے }.۔

واللہ اعلم.